قدیم عربوں کے ہاں چمڑے کی تجارت

از جناب احمد خاں صاحب ایم اے ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد۔ پاکستان

جزیرۃ العرب پر ایک نگاہ ڈالی جائے تو ایک نظر ہی سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ معمورۂ عالم کا یہ خطہ مشرق و مغرب کے سنگم پر واقع ہے، اور اس نقطہ پر ایشیا اور یورپ کے سارے ممالک کا اکٹھا ہو جانا بالکلیہ ناقابل قیاس نہیں ہے۔ چنانچہ قدیم زمانہ میں جزیرۃ العرب میں مشرق کی طرف سے ایران، ہند اور چین وغیرہ سے لوگ تجارت کے لئے جمع ہوتے تھے۔ ایسے ہی رومی حکومت کے لوگ بھی اس خطہ میں تجارتی سامان کا لین دین کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اس سامان کی نقل و حرکت کے لئے دو راستے مقرر تھے۔ ایک سمندر سے دوسرا خشکی ہے۔ جو لوگ چین یا مشرق بعید سے اس غرض کے لئے چلتے وہ ہند اور ایران سے گزر کر آتے تھے۔ دوسری طرف رومی حکومت کے جو لوگ مغربی ممالک سے یہاں آتے تھے وہ ترکی شام وغیرہ سے گذر کر اس خطہ میں پہنچتے تھے افریقہ کے جنوب مشرقی حصہ کے لوگ بھی جزیرہ عرب سے تجارت کے لئے سمندر کی راہ سے آیا کرتے۔ چاروں طرف سے تجار کی بھرمار نے اس خطہ کو تاجروں کا خطہ بنا دیا تھا۔ یہاں کے لوگ تجارت کے میدان میں دور دور تک مشہور تھے۔ پہلی صدی عیسوی کے مشہور یونانی سیاح سٹرابون (STRABON) نے عربوں کے بارے میں ایک ضمنی جملہ کہا ہے جو اس وقت کی عربوں کی حالت پر صحیح دلالت کرتا ہے۔ وہ جملہ کچھ اس قسم کا ہے: "العرب تجار وسماسرۃ" [1]

---

[1] سعید الافغانی: اسواق العرب ط دمشق، ۱۹۳۷ء ص ۱۷۔

تدمر، سبأ اور معینِ عرب کی قدیم حکومتوں کی تجارت اور امارت کے بارے میں تورات اور قرآن مجید میں ذکر آیا ہے۔ تجارت کے میدان میں سربراہی کس کس حکومت کے ہاتھ میں کس کس عرصہ میں رہی اس کے بارے میں ہم حتمی طور پر کوئی بات نہیں کہہ سکتے۔ البتہ اتنا ضرور علم ہے کہ اوائل چھٹی صدی عیسوی میں عربوں کی تجارت کا بہت بڑا حصہ قریشِ مکّہ کے ہاتھ میں تھا۔ اس امر سے بجا طور پر یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اسلام سے پہلے مکہ کو اہم تجارتی مقام کی حیثیت حاصل ہو چکی تھی۔ یہاں پر لوگ اکنافِ عالم سے آتے تھے۔ عبد مناف کے چاروں بیٹوں نے تجارت کے میدان میں جو کردار ادا کیا ہے، اس کی مثال تاریخِ عرب میں ملنا بہت دشوار ہے۔ ان چاروں بھائیوں کا ذکر عربوں کی تجارت میں ایک خاص مقام کا حامل ہے جس کے بغیر یہ موضوع تشنہ رہے گا۔

یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ جزیرۂ عرب میں پیداوار بہت کم ہوتی تھی۔ لوگوں کے ذریعہ معاش میں تجارت تقریباً سرِ فہرست تھی۔ قدیم عہد سے لے کر ابتدائے اسلام تک تجارت ہی ایک اہم کام تھا جو عرب کے اکثر لوگ کیا کرتے تھے۔ قریشِ مکہ جو تجارتی شاہراہ کے مرکز میں واقع تھے، تجارت کے اجارہ دار تھے۔ ہاشم، عبد شمس، المطلب اور نوفل چاروں بھائیوں نے مختلف راستوں کے پرمٹ حاصل کر رکھے تھے۔ ہاشم بن عبد مناف، مکہ سے شام کی طرف سامانِ تجارت لے کر جاتے جس میں دیگر اشیاء کے علاوہ کھالیں بھی ہوتی تھیں۔ بہت سے دوسرے لوگ، ان صاحبان کے ایما پر کام کرتے تھے۔ ہاشم نے شام و روم کے ملوک سے باقاعدہ اجازت حاصل کر لی تھی جس کی بدولت اس کو اور اس کی ایما پر چلنے والے لوگوں کو ان علاقوں میں ہر قسم کی تجارت کی عام اجازت تھی۔ لوگ سامانِ تجارت میں کھالیں بھی رکھتے تھے جو مکہ اور طائف کی ایک خاص صنعت تھی[1]۔ ہاشم تجارت کی غرض سے ہی شام گئے ہوئے تھے کہ راستے میں "غزۃ" کے مقام پر انتقال

---

[1] تاریخ الطبری طالیڈن حصہ اوّل ص ۱۰۸۹؛ سیرت ابن ہشام طالیڈن ج ۱ ص ۸۷

کر گئے تھے[1]

ہاشم کے بھائی عبد شمس حبشہ کی جانب سفر کرتے تھے۔ انھوں نے اس حصے میں تجارت کی باقاعدہ اجازت لے رکھی تھی۔ ان کی امان میں اور لوگ بھی اس علاقہ میں تجارت کیا کرتے تھے حبشہ میں عربوں کا سامانِ تجارت کافی مقدار میں جاتا تھا۔ اور بہت مقبول تھا خاص طور پر کھالوں کی مقبولیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمان جب ہجرت اولیٰ میں حبشہ گئے تو قریش کے لوگوں نے ان کا پیچھا کیا۔ شاہِ حبشہ سے ان مسلمانوں کو اپنی قید میں لینے کے لئے انھوں نے شاہِ حبشہ کو سب سے پہلے تحفہ کے طور پر کھالیں ہی پیش کی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حبشہ میں مکی کھالوں کی شہرت خوب پھیل چکی تھی۔ اس امر میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس واقعہ سے قبل اور بعد میں بھی وسیع پیمانے پر اس قسم کی کھالیں حبشہ کو دساور کی جاتی تھیں۔ اس مقصد کے لئے کئی لوگوں نے عبد شمس سے اجازت لے رکھی ہوگی۔

ان کے تیسرے بھائی المطلب تجارت کی غرض سے یمن کی طرف جایا کرتے تھے۔ یہ بعید نہیں ہے کہ یہی صاحب وافر مقدار میں یمن میں واقع کھال کے مراکز سے عمدہ عمدہ کھالیں لے کر اپنے مرکز (HEAD OFFICE) مکہ میں جمع کر دیتے تھے۔ اور یہاں سے وہ اسٹاک باقی تین اطراف یعنی حبشہ، شام و روم اور عراق و فارس کی طرف نکلتا رہتا تھا۔ المطلب نے اس مقصد کی خاطر بار ہا یمن کی طرف سفر کیا ہے۔ وہ تجارت کے لئے ہی یمن گئے ہوئے تھے کہ راستے میں "ردمان" کے مقام پر انتقال کر گئے۔ انھوں نے ملوک حمیر سے باقاعدہ اجازت لے رکھی تھی۔ جس کے تحت وہ اور ان کے اجازت یافتہ نمائندے اس علاقہ میں آجا سکتے تھے۔

نوفل نے عراق اور فارس کے ملوک سے اجازت طلب کر رکھی تھی۔ اس طرح وہ اپنی تجارت کو دور مشرق تک پھیلائے ہوئے تھے۔

---

[1] سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۸۷

ان کے علاوہ چند اور لوگ بھی چمڑے کی تجارت کے سبب شہرت کے مالک تھے۔ ان میں ابُوسفیان بن حرب انگور اور چمڑا بیچا کرتے تھے۔ اور ایوب السختیانی کا نام ہی صرف سُختیان (ایک قسم کی کھال) کے بیچنے کی وجہ سے پڑ گیا تھا[1]۔ دور جاہلی میں حضرت عمرو بن العاص تجارت کی غرض سے شام ہی نہیں بلکہ اس سے آگے مصر بھی جایا کرتے تھے۔ اگرچہ حضرت عمرو بن العاص کے مصر جانے والے راستے کا صحیح علم ہے تاہم خشکی اور تری دونوں راستوں پر سفر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

اس بات سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ یمن کی کھالیں اس عہد میں تجارت کے سامان میں ایک شئے (ITEM) سمجھی جاتی تھیں۔ اسی وجہ سے حبشہ، شام و مصر فارس اور عراق میں ان کی مانگ تھی۔ کھالوں اور دوسرے سامان کی بڑھتی مانگ کی بنا پر ان ممالک کی طرف سال بھر کئی سفر کئے جاتے تھے۔ تجارت کا یہ سامان اندرون ملک بھی اسی قدر مطلوب تھا۔ مختلف اسواق میں اس سامان کی تجارت اس کی بڑھتی ہوئی مانگ کی طرف دلالت کرتی ہے۔ عرب کے اندر ان اسواق کا ایک جال بچھا ہوا تھا۔ ان کے قیام کے دن مقرر تھے جو ہر ایک تاجر اور مشتری کو معلوم ہوتے تھے۔ ان مقررہ ایام میں غرض مند لوگ ان مقررہ جگہوں پر جمع ہو کر اپنا لین دین کرتے تھے۔ ان اسواق کی تفاصیل مختلف کتب میں موجود ہیں، جو بڑی آسانی سے دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس عجلت میں ہم صرف ان تجارتی مقامات اور راستوں کا ذکر کریں گے جو صرف کھالوں کی تجارت کے ضمن میں نظر سے گذرے ہیں۔ سب سے پہلے ہم صرف ان مقامات و طرق کی طرف اشارہ کریں گے جو جزیرۂ عرب کے اندر واقع ہیں۔ اس کے بعد دوسرے حصہ میں تجارت کے اس دائرہ کو بین الاقوامی سطح تک دیکھیں گے۔

جزیرہ عرب میں قائم ہونے والے اسواق سے کافی حد تک پتہ چل جاتا ہے کہ عرب کس انداز

---

[1] ابن رستہ: الاعلاق النفیسۃ، طبع لیڈن ص ۲۱۵ - ۲۱۶

سے سفر کرتے تھے، کہاں کہاں جاتے تھے اور کس کس سامان کی خرید و فروخت کرتے تھے۔ تقریباً بیس اسواق کا ذکر مختلف کتب میں موجود ہے، جو مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں وقوع پذیر ہوتے تھے یہاں پر ہم نے ان اسواق کی ترتیب اوقاتِ قیام" کے لحاظ سے رکھی ہے۔ سب سے پہلے دومۃ الجندل کے مقام پر قائم ہوتا تھا۔ اور سب سے آخر میں الحیرۃ میں۔ ترتیب یوں ہے:

دومۃ الجندل۔ مشقر۔ ہجر۔ عُمان۔ حُباشہ۔ صُحار۔ دُبَیٰ۔ شحر۔ عدن۔ صنعاء۔ حضر موت۔ عکاظ۔ مجنّۃ۔ ذوالمجاز۔ نطاۃ خیبر۔ حجر۔ بصریٰ۔ دیر ایوب۔ اذرعات۔ الحیرۃ۔

ان اسواق میں تقریباً ہر قسم کے سامان کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ مگر اس میں سے اہم کھجور، انگور، چمڑا، انواع و اقسام کی چادریں اور مختلف مویشی ہوتے تھے[1] اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ چمڑے کی صنعت اور تجارت کا میدان عرب میں کس قدر وسیع تھا۔ بعض شہر اس میدان میں اس قدر مشہور تھے کہ وہاں پر سارا سال تاجر آتے رہتے اور چمڑا خرید کر اپنے شہروں کو لوٹ جاتے۔ ان میں سب سے زیادہ شہرت یافتہ یمن کا ایک شہر صعدہ تھا اور نجد میں طائف۔ صعدہ میں چمڑے کی تجارت اور چمڑے کا کام خولان نامی قبیلہ کرتا تھا۔ وہاں پر بیشتر تاجر بصرہ سے آتے تھے۔ جنھوں نے اپنے سفر کے لئے یہ راستہ اختیار رکھا تھا: بصرہ سے منجشانیۃ۔ حُفیر۔ رحیل۔ شجی۔ خرجاء۔ حفر۔ ماویۃ۔ ذات العشر۔ ینسوعہ۔ سمینہ۔ نباج۔ عوسجہ۔ قریتین۔ رامۃ۔ امرہ۔ طخفۃ۔ ضریۃ۔ جدیلۃ۔ فلجۃ۔ الدفینۃ۔ قُبا۔ مران۔ وجرۃ۔ اوطاس۔ ذات عرق۔ بُستان بنی عامر۔ مکۃ[2]

مکہ پہنچ کر وہ عکاظ کے قریب ایک مقام رُکبۃ میں جاتے تھے[3] اس کے بعد تاجر لوگ اس راہ پر سفر کرتے جو مکہ سے یمن کو جاتا ہے۔ وہ راستہ ان مقامات سے گذرتا تھا: مکہ سے

---

[1] اسواق العرب ص ۱۶۶۔

[2] ابن خرداذبہ: المسالک والممالک طبع لیڈن ص ۱۴۶ - ۱۴۷۔

[3] ابو الفرج قدامہ بن جعفر۔ کتاب الخراج طبع لیڈن ص ۱۸۹۔

شمرابن المرتفع۔ قرن المنازل۔ الفتق۔ صفن۔ تربۃ۔ کری۔ رنیۃ۔ تبالہ۔ مبیثہ۔ صداء۔ بنات حرب یا نبات حرم۔ بیشہ۔ کتنۃ یا کتبۃ۔ الثجۃ۔ سردم راح یا شردم راح۔ جرش۔ المھجرۃ۔ عرقتہ۔ صعدۃ [1]

انہی راستوں پر چمڑے کی فروخت کرتے ہوئے یہ لوگ بصریٰ تک جاتے تھے۔ یہ بعید نہیں ہے کہ وہاں سے کوئی اور سامان خرید کر... انہی راہوں میں واقع شہروں میں بیچتے ہوئے واپس صعدہ پہنچتے ہوں۔

اہل بصریٰ کے علاوہ عُمان کی طرف سے بھی کچھ لوگ صعدہ پہنچتے تھے۔ ان میں غیر ملکی بھی ہوتے تھے[2] ان کے لئے دو راستے کھلے تھے ایک سمندر کی طرف سے اور دوسرا خشکی سے، جو مکہ کی طرف سے ہوکر آتا تھا۔ اس بات کا اندازہ لگانا بہت دشوار ہے کہ زیادہ لوگ سمندر کے ذریعے سے آتے تھے یا خشکی کی راہوں سے تاہم وقت اور حالات کو مدنظر رکھ کر تجار یہاں تک پہنچتے تھے معلوم یوں ہوتا ہے کہ خشکی کی راہ سے آنے والے تجّار صعدہ کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی جاتے اور وہاں سے ضروری سامان خرید کر اپنے وطن لے جاتے تھے۔ یمن میں داخل ہونے والے لوگ جُرش اور زَبِید بھی لے جاتے تھے۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں کا چمڑا کافی شہرت کا مالک تھا۔

جُرش کے قریب ہی ایک مشہور و معروف شہر نجران واقع ہے۔ یہ ایک تجارتی مرکز تھا۔ یہاں پر پارچہ بافی کی مختلف اقسام کے علاوہ چمڑا بھی بنتا تھا۔ اسی لئے یہ چمڑے کی تجارت کا مرکز تھا........................ جو لوگ یہاں تجارت کی غرض سے آتے تھے ان میں سے اکثر قرب وجوار کے قبائل سے تعلق

---

[1] ابن خرداذبہ: المسالک والممالک ص ۱۳۵

[2] یاقوت حموی: معجم البلدان: صعدۃ۔

رکھتے تھے[1]

نجد کا عظیم شہر طائف چمڑے کی صنعت کی وجہ سے بہت دور دور تک مشہور تھا۔ یہاں پر تقریباً ہر وقت چمڑے کی تجارت کا بازار گرم رہتا۔ مختلف اقوام کے لوگ چار دانگ عالم سے طائف پہنچتے اور چمڑا خرید کر اپنی منزلوں کو لوٹ جاتے۔ مکہ اور طائف کے درمیان اس وقت جو قبیلہ آباد تھا اس کی تقریباً تمام شاخیں طائف کے چمڑے سے مختلف مصنوعات بناکر تمام عرب میں پھیلاتی رہتی تھیں[2]

اس شہر کا محل وقوع کچھ اس طرح ہے کہ عرب کے ہر بڑے شہر سے وہاں تک نہایت ہی آسان راستے موجود تھے۔ سال بھر تجار آتے اور طائف سے چمڑے کے علاوہ دیگر اشیاء خرید کر دوسرے شہروں کا رخ کرتے تھے۔ مذکورہ بالا قبیلہ کے علاوہ دیگر تاجر بھی عکاظ اور دوسرے اسواقِ عرب میں یہاں کی مصنوعات لے جاتے تھے۔ چنانچہ یہاں سے یہ سامان تجارت عراق اور عدن تک پہنچتا تھا[3] غرض جزیرۃ العرب کے ہر کونے میں یہاں کا چمڑا مہیا کیا جاتا تھا۔ اس سامان میں جو مختلف شہروں اور مقامات کی طرف طائف سے جاتا تھا اس میں چمڑا، چمڑے کے جوتے، گھوڑوں کی زینیں، چمڑے کے خیمے اور چمڑے کے بڑے بڑے حوض شامل تھے[4]

زیر نظر دور میں استعمال ہونے والی جزیرۃ العرب کی ہر بندرگاہ بیرونی تاجروں کے لئے بہت بڑی تجارتی منڈی کا کام دیتی تھی، اس لیے کہ اندرون ملک کی تمام مصنوعات وہاں پہنچ

---

[1] اصطخری المسالک الممالک طبع لیڈن ص ۱۲۴

[2] LAMMENS: LE CALIFAT DE YAZID I, BEIRUT, 1921, P. 344.

LAMMENS: LATAIF, BEIRUT, 1922,

[3] LAMENS: TAIF : 116,

[4] LAMMENS: TAIF : 114-115,

جاتیں اور وہاں سے وہ سامان درساور ہوتا تھا۔ باہر کے تاجر اندرونِ ملک میں داخلے کی بجائے وہاں سے خرید کر واپس ہونے میں بہت آسانی محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ طائف کے قریب کی بندرگاہ "جُدۃ" اسی کام کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ اس طرح جُرش اور صعدہ کے لئے ان کی قریبی بندرگاہیں کام آتی تھیں۔ جزیرہ عرب کے جنوب میں واقع بندرگاہ "عدن" تو ہر قسم کے سامان کے لئے تجارتی مرکز تھی۔ تقریباً ہر قسم کا سامان جو پورے عرب میں بنتا تھا اس مقام سے سمندر کی راہ باہر جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عدن تمام جزیرۂ عرب سے جال کی طرح بچھے ہوئے راستوں سے ملحق تھا۔ ملک کے کسی کونے میں بنا ہوا سامان عدن تک تھوڑے سے وقت میں مختصر راہ سے پہنچ جاتا تھا۔ چونکہ اس منڈی میں مصنوعات کا مقابلہ رہتا تھا اس لئے یہاں تک پہنچنے والے سامان کی کوالٹی اچھی ہوتی تھی۔ اس لئے کہ گھٹیا کوالٹی کی فروخت مشکل تھی۔ یہ بات سب پر واضح ہو کہ عدن کی بندرگاہ سے چمڑے کی عمدہ مصنوعات ہی نہیں بلکہ خود چمڑا بھی باہر کے ممالک میں جاتا تھا۔ وہ کس کس ملک میں درساور ہوتا تھا۔ اس کے بارے میں تفصیلی بحث بعد میں ہوگی۔

جزیرہ نمائے عرب کے مشرقی حصہ میں صُحَار ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جو بندرگاہ کا کام بھی دیتا تھا۔ وہاں پر تجار اکثر اکٹھا ہوتے تھے اور چمڑے کی مختلف مصنوعات کا لین دین کرتے تھے[1] ابن حوقل نے بتایا ہے کہ یہ قصبہ مال تجارت سے اس قدر بھرپور رہتا تھا کہ اس وقت بحر فارس کے کنارے کوئی دوسرا قصبہ اس کا مثیل نہ تھا۔ نہ آبادی کے لحاظ سے اور نہ دولت کی کثرت کے لحاظ سے[2] یہاں پر اندرون ملک کے علاوہ باہر کے لوگ بھی جوق در جوق تجارت کی غرض سے آتے۔ بیرونی تاجروں کی کشتیوں سے اس کی بندرگاہ بھری رہتی[3] بغرض تجارت عربوں کے قافلے پورا سال

---

[1] ابن المجاور، تاریخ المستبصر لیڈن ص ۲۸۴ [2] ابن حوقل: صورۃ الارض طبع لیڈن ۱۹۳۰ء ص ۴۸

[3] ایضاً

چلتے رہتے اور راستے میں ہر شہر یا منڈی میں لین دین کا کاروبار کرتے ۔ چونکہ ان منڈیوں (اسواق) کے علاوہ اور کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں پر لوگ خرید و فروخت کر سکتے ان منڈیوں کے قیام کے ایام میں غرض مند لوگ بہت بڑی تعداد میں جمع ہو جاتے تھے ۔

(۲)

یہ ایک حقیقت ہے کہ جزیرہ نمائے عرب ایشیا اور یورپ کے سنگم پر واقع ہے ۔ قدیم سے یہ علاقہ کے دونوں براعظموں کے تاجروں کی گذرگاہ رہا ہے ۔ رومی تاجر اسی جزیرہ سے گذر کر مشرقِ وسطیٰ میں قسمت آزمائی کے لئے جاتے تھے ۔ چاہے ان کا راستہ سمندر سے ہوتا، اور چاہے وہ خشکی کی راہ سے تجارت کو جاتے مگر ہر دو صورتوں میں اس جزیرہ میں سے گذرنا پڑتا ۔ اسی طرح مشرق بعید سے آنے والے تاجر ان ہی راستوں سے گذر کر اپنے امور سرانجام دیتے تھے ۔ مسلک کی شاہراہ جزیرہ نمائے عرب ہی سے گذرتی تھی جس کا بہت بڑا مرکز "پیٹرا" (PETRA) تھا ۔

عرب بذات خود تجارت کے میدان میں بہت دور دور تک پہنچ چکے تھے ۔ ان کی تجارت کا دائرہ شمال میں عراق، شام، ترکی اور مصر تک پھیلا ہوا تھا حضرت ابوسفیانؓ ان دنوں تجارتی مشن پر تھے ۔ جب قیصر روم نے بلا کر ان سے رسول کریم سے متعلق سوالات پوچھے تھے عمرو بن العاصؓ دورِ جاہلیہ میں شام سے گذر کر مصر تک جاتے تھے ۔ ان کے سامان تجارت میں عطر اور چمڑا دو اہم مصنوعات (PRODUCTS) تھیں ۔ یہ چمڑا اور دوسرا سامان حضرت عمرو بن العاص یمن اور حبشہ سے حاصل کرتے اور پھر شام و مصر تک لے جاتے تھے ۔ اس کے عوض میں ان ہی علاقوں سے کچھ سامان خریدتے اور یمن اور حبشہ میں فروخت کر دیتے تھے حضرت عمرو بن العاص کے سامان میں یمن اور حبشہ کو انگور اور انجیر بھی شامل ہوتے تھے[۱]
جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے عربوں کی تجارت کا دائرہ قیصر روم کے علاقات تک وسیع

---

[۱] ابو عمر محمد بن یوسف الکندی : کتاب الولاۃ وکتاب القضاۃ طبع لندن گب میموریل ص ۷ ۔

ہو چکا تھا، اس میں چمڑے کی تجارت کے واضح ثبوت ملتے ہیں۔ عثمان بن حویرث نے اس تجارت کا پرمٹ حاصل کر رکھا تھا۔ "جمہرۃ نسب قریش" میں ہے: فلما قدم (عثمان بن الحویرث) علیہم (اہل مکہ)، قال: یا قوم إن قیصر قد علمتم أمانکم ببلادہ وما تصیبون من التجارۃ فی کنفہ وقد ملّکنی علیکم، وإنما أنا ابن عمکم واحد کم وإنما آخذ الجراب من القرظ والعُکّۃ من السمن والإھاب فاجمع ذلک ثم ابعثہ إلیہ[1]

صُحار کے بارے میں اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ ایک تجارتی مرکز تھا۔ یہاں پر یمن سے بکثرت چمڑا جمع ہوتا اور خلیج فارس کے ممالک کے علاوہ ہند کے تاجر بھی یہاں سے چمڑا خرید کر لے جاتے، یہی وجہ ہے کہ یہ شہر بہت ہی دولت مند تھا۔[2]

یورپ و ایشیا دونوں براعظموں میں ایک یہودی قافلۂ تجارت چلا کرتا تھا۔ یہ منظم قافلہ جس میں بحیرۂ روم کے گرد و نواح کے تقریباً ہر قسم کے تاجر شامل ہوتے، جو مغرب اقصیٰ سے چل کر مشرق بعید تک جایا کرتے تھے اور پھر وہاں سے واپس اپنے گھروں کو لوٹتے۔ اس طویل سفر میں وہ جس مقام یا بندرگاہ سے گذرتے برابر خرید و فروخت کرتے چلے جاتے۔ عموماً ان کا راستہ سمندر سے ہوتا تھا۔ اس قافلے میں انھوں نے نہایت اہتمام سے عربی، فارسی، رومی، انگریزی اور دیگر متعلقہ زبانوں کے ماہرین ترجمان رکھے ہوئے تھے تاکہ متعلقہ علاقوں کے عوام سے معاملات کرنے میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔ وہ مغرب سے غلام، چمڑا، سمور، دیباج اور تلواریں لے کر سفر کا آغاز کرتے اور بحیرۂ روم سے گذر کر ساحل کے ساتھ ساتھ عرب، سندھ، ہند اور چین تک چلے جاتے۔ وہاں سے واپسی پر خوشبو، عُود، کافور اور دارچینی خرید کر واپس لوٹتے[3] ایک

---

[1] ابن بکار: جمہرۃ نسب قریش ط دار المعارف بمصر ص ۴۲۵

[2] ابن حوقل: صورۃ الأرض ص ۳۸

[3] ابن خرداذبہ: المسالک والممالک ط لیڈن ص ۱۵۳

دوسرے مقام پر ابن خرداذبہ ہی نے بتایا ہے کہ یمن سے چین کی جانب جانے والے سامان میں کپڑا، ورس (رنگنے والی ایک بوٹی)، گدہے اور ٹٹو بھی شامل ہوتے تھے[1]

یمامہ کا پایۂ تخت "قریہ" حضرموت کی بندرگاہ "فانہ" اور معین اور عدن سبائی تجارت کے مراکز تھے۔ وہ صوبہ گجرات (ہند) کے ساتھ منجملہ دیگر اشیاء کے چمڑے کی بھی تجارت کیا کرتے تھے[2] یہ چمڑا جب گجرات اور دوسرے ملحقہ علاقوں میں پہنچتا تو یہاں کے لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور اس سے بہت عمدہ جوتے بناتے تھے۔ جو نہ صرف اس علاقے میں بلکہ سندھ کے علاوہ تمام عرب میں مشہور تھے۔ عرب لوگ ان جوتوں کو "نِعال" کنبا تیۃ کہا کرتے تھے[3]

مہابھارت کا یہ واقعہ ایک عجیب وغریب بات کی طرف اشارہ کرتا ہے، ممکن ہے کسی وقت اس واقعہ کی حقیقت معلوم ہوجائے۔ یہ کہ کسی شخص نے یدھشٹرا کو جو اس وقت کے حاکم تھے، چند تحفے پیش کئے۔ ان میں چمڑا اور سوتی کپڑے تھے[4] یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحائف عرب کے کسی شخص نے پیش کئے تھے کیوں کہ ہند کے ساتھ عربوں کے تعلقات بحری راستے سے ہزاروں سال قبل مسیح سے موجود ہیں۔ اور پھر جزیرہ نمائے عرب ان دونوں مصنوعات میں دور دور تک مشہور تھا چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ چمڑا اور کپڑے یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ بعید نہیں کہ تحفہ لانے والے کا مقصد ہند کے ساتھ تجارتی مراسم قائم کرنا ہو۔ اور وہ اس تحفے کی شکل میں اپنے یہاں کے نمونے (SAMPLES) لے کر آیا ہو۔ یہ بھی امکان ہے کہ اس کے بعد ہند میں یمنی چمڑے کی درآمد کا

---

[1] ابن خرداذبہ: المسالک والممالک ط لیڈن ص ۱۵۳

[2] ابوظفر ندوی: تاریخ گجرات ط دہلی ۱۹۵۸ء ج ۱ ص ۱۸۲۔

[3] المقدسی: احسن التقاسیم ط لیڈن ص ۹۴، ۹۸۔ اور الجاحظ: البیان والتبیین قاہرہ تحقیق عبدالسلام ہارون ج ۱ ص ۱۶۲

[4] SCHOTT, V.H. THE PERIPLUS OF THE ERYTHREAN SEE (TRADS), NEW YORK, 1912, P. 257